کلمہ توحید

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

لا الہ الا اللہ دین اسلام کی اساس، ایمان وکفر میں امتیاز اور نجات کا راز ہے، یہ وہ مضبوط کڑا ہے، جسے تھامنے والا راہِ حق سے کبھی نہیں بھٹک سکتا، یہ کلمہ شہادت حق اور دعوت حق ہے، جس پر زمین وآسمان کا نظام قائم ہے اور حساب وکتاب کا عمل اسی پر موقوف ہے، یہ تمام انسانوں کی فطرت بھی ہے اور تمام انبیا کی وراثت بھی، یہی عذاب قبر سے نجات کا سبب اور جنت کی کنجی ہے، اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے اسی مضبوط سہارے کی ضرورت ہے، اسی سے خوش بخت اور بدنصیب میں فرق کیا جاتا ہے، یہ انسانوں پر اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق ہے۔ یہ اللہ کے علاوہ تمام معبودان کی نفی کرتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی گواہی دی اور فرشتوں اور اہل علم نے اسکی توثیق کی۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهٗ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾(آل عمران : ۱۸)

''اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور انصاف والے اہل علم نے گواہی دی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں، وہی غالب حکمت والا ہے۔''

تمام رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے اسی کلمہ کے ساتھ مبعوث کیا، فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾(الأنبياء: ٢٥)

''ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کی طرف یہ وحی کی کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں، چنانچہ صرف میری عبادت کرو۔''

❀ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) مؤمن کے دل میں اس کلمے کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

مَنْ رَسَخَتْ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ فِي قَلْبِهِ بِحَقِيقَتِهَا الَّتِي هِيَ حَقِيقَتُهَا وَاتَّصَفَ قَلْبُهُ بِهَا، وَانْصَبَغَ بِهَا بِصِبْغَةِ اللّٰهِ الَّتِي لَا أَحْسَنَ صِبْغَةً مِّنْهَا، فَعَرَفَ حَقِيقَةَ الْإِلَهِيَّةِ الَّتِي يُثْبِتُهَا قَلْبُهُ لِلّٰهِ، وَيَشْهَدُ بِهَا لِسَانُهُ، وَتُصَدِّقُهَا جَوَارِحُهُ، وَنَفَى تِلْكَ الْحَقِيقَةَ وَلَوَازِمَهَا عَنْ كُلِّ مَا سِوَى اللّٰهِ، وَوَاطَأَ قَلْبُهُ لِسَانَهُ فِي هٰذَا النَّفْيِ وَالْإِثْبَاتِ، وَانْقَادَتْ جَوَارِحُهُ لِمَنْ شَهِدَ لَهُ بِالْوَحْدَانِيَّةِ طَائِعَةً سَالِكَةً سُبُلَ رَبِّهِ ذُلُلًا، غَيْرَ نَاكِبَةٍ عَنْهَا، وَلَا بَاغِيَةٍ سِوَاهَا بَدَلًا، كَمَا لَا يَبْتَغِي الْقَلْبُ سِوٰى مَعْبُودِهِ الْحَقِّ بَدَلًا، فَلَا رَيْبَ أَنَّ هٰذِهِ الْكَلِمَةَ مِنْ هٰذَا الْقَلْبِ عَلٰى هٰذَا اللِّسَانِ لَا تَزَالُ تُؤْتِي ثَمَرَتَهَا مِنَ الْعَمَلِ الصَّالِحِ الصَّاعِدِ إِلَى اللّٰهِ كُلَّ وَقْتٍ، فَهٰذِهِ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ هِيَ الَّتِي رَفَعَتْ هٰذَا

الْعَمَلَ الصَّالِحَ إِلَى الرَّبِّ تَعَالٰى : ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾(فاطر : ١٠) فَأَخْبَرَ سُبْحَانَهُ أَنَّ الْعَمَلَ الصَّالِحَ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ، وَأَخْبَرَ أَنَّ الْكَلِمَةَ الطَّيِّبَةَ تُثْمِرُ لِقَائِلِهَا عَمَلًا صَالِحًا كُلَّ وَقْتٍ .

''جس شخص کے دل میں یہ کلمہ حقیقتاً راسخ ہو جائے، اس کا دل اس کلمے کی حقیقت سے آشنا اور اللہ کے اس رنگ میں رنگا جائے، جس سے اچھا کوئی اور رنگ نہیں ہوسکتا، وہ ذات الٰہی کی معرفت کا حامل ہو جائے گا، جو دل کو اللہ کے لیے پختہ کر دیتی ہے، اس کی زبان اسکی گواہی دینے لگتی ہے اور اعضا اس کی تصدیق شروع کر دیتے ہیں، یہ حقیقت اور اس کے لوازمات اللہ کے سواء ہر چیز کی نفی کرتے ہیں، پھر دل اس نفی واثبات میں زبان کی موافقت کرتا ہے اور اعضا اس ذات کے لیے مطیع وفرمانبردار ہو جاتے ہیں، جس کے لیے توحید کی گواہی دی ہوتی ہے، اس کے سوا کسی کی حاجت وضرورت نہیں رہتی، یقیناً اس دل وزبان سے جاری ہونے والا یہ کلمہ اعمال صالحہ کی صورت میں ہر وقت پھل دیتا رہتا ہے، یہی کلمہ اس نیک عمل کو اللہ کی طرف بلند کرتا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: یہ (کلمہ) اس عمل صالح کو اللہ کی طرف بلند کرتا ہے اور اپنے قائل کو ہر وقت عمل صالح کی طرف رغبت دیتا رہتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب مومن کلمہ توحید کے معنی ومفہوم کو جانتے ہوئے اس کی گواہی دیتا ہے، اس کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے، اس کا دل، زبان اور اعضا اس کی توثیق کرتے ہیں، تو پھر یہی کلمہ گواہی دینے والے کے نیک عمل کو بلند کرتا ہے، اس عمل کی جڑ مضبوط اور راسخ

ہو کر اس کے دل میں ہوتی ہے اور اس کی شاخیں آسمانوں تک پہنچ جاتی ہیں اور یہ ہر وقت عمل صالح کی صورت میں پھل دیتا رہتا ہے۔''

(إعلام المؤقعين : ١/١٧٢-١٧٣)

۞ کعب احبار رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے کلام کا انتخاب کیا، تو اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام ''لا الہ الا اللہ'' ٹھہرا، یہ کلمہ اخلاص ہے، جو یہ کلمہ پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے بدلہ میں بیس نیکیاں لکھ دے گا اور اس کی بیس برائیاں مٹا دے گا، اور جو ''اللہ اکبر'' کہے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے بیس نیکیاں لکھے گا اور بیس برائیاں مٹا دے گا، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم پر مبنی کلمات ہیں اور جو شخص ''سبحان اللہ'' کہے گا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ بیس نیکیاں لکھ دے گا اور بیس برائیاں مٹا دے گا اور ''الحمد للہ'' کہے گا، تو یہ اللہ کی ثنا ہے اور ثنا حمد ہی ہوتی ہے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ تیس نیکیاں لکھ دے گا اور تیس برائیاں مٹا دے گا۔''

(عمل اليوم واللّيلة للنّسائي : ٨٤٣، وسندهٗ حسنٌ)

۞ قتادہ رحمہ اللہ ﴿أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ﴾(الزُّمر : ٣) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

''اس سے مراد لا الہ الا اللہ کی گواہی ہے۔''

(تفسير عبد الرّزّاق : ١٧١/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ اس آیت کی تفسیر میں علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَرَ اللّٰهُ جَلَّ وَعَلَا نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ، أَنْ يَعْبُدَهُ فِي حَالِ كَوْنِهِ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ، أَيْ مُخْلِصًا لَهُ فِي عِبَادَتِهِ، مِنْ جَمِيعِ أَنْوَاعِ الشِّرْكِ صَغِيرِهَا وَكَبِيرِهَا، كَمَا هُوَ وَاضِحٌ مِنْ لَفْظِ الْآيَةِ، وَالْإِخْلَاصُ إِفْرَادُ الْمَعْبُودِ بِالْقَصْدِ، فِي كُلِّ مَا أَمَرَ بِالتَّقَرُّبِ بِهِ إِلَيْهِ، وَمَا تَضَمَّنَتْهُ هٰذِهِ الْآيَةُ الْكَرِيمَةُ، مِنْ كَوْنِ الْإِخْلَاصِ فِي الْعِبَادَةِ لِلّٰهِ وَحْدَهُ، لَا بُدَّ مِنْهُ، جَاءَ فِي آيَاتٍ مُتَعَدِّدَةٍ، وَقَدْ بَيَّنَ جَلَّ وَعَلَا أَنَّهُ مَا أَمَرَ بِعِبَادَةٍ، إِلَّا عِبَادَةً يُخْلِصُ لَهُ الْعَابِدُ فِيهَا، وَقَوْلُهُ تَعَالٰى فِي هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ : ﴿أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ﴾ أَيِ التَّوْحِيدُ الصَّافِي مِنْ شَوَائِبِ الشِّرْكِ، أَيْ هُوَ الْمُسْتَحِقُّ لِذٰلِكَ وَحْدَهُ، وَهُوَ الَّذِي أَمَرَ بِهِ، وَقَوْلُ مَنْ قَالَ مِنَ الْعُلَمَاءِ : إِنَّ الْمُرَادَ بِالدِّينِ الْخَالِصِ كَلِمَةُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، مُوَافِقٌ لِمَا ذَكَرْنَاهُ، وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ .

''اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ وہ خالص اس کی عبادت کریں، یعنی اس کی عبادت کو شرک کی تمام اقسام سے پاک کریں، خواہ شرک اصغر ہو یا اکبر، یہی مراد آیت سے واضح ہے۔

اخلاص یہ ہے کہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے عبادت کی جتنی بھی صورتیں ہیں، ان میں اللہ کو لاشریک کر دیا جائے، معلوم ہوا کہ اخلاص ضروری

چیز ہے، بہت سی آیات میں اس کی تاکید ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اس نے صرف ایسی عبادت کا حکم دیا ہے، جو عابد کی طرف سے خالص اسی کے لیے ہو۔ اس آیت کریمہ میں فرمان باری تعالیٰ: ﴿أَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ﴾ سے مراد وہ توحید ہے، جو شرک کے شائبہ سے بھی پاک ہو، یعنی صرف وہی اس کا مستحق ہے اور اسی کا اس نے حکم دیا ہے، جن علما نے اس آیت میں ''الدین الخالص'' سے مراد لا الہ الا اللہ لیا ہے، ہماری بات ان کے موافق ہے، واللہ اعلم۔''

(أضوأ البَيان : ٤٢/٧)

۞ عمرو بن میمون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾(الفَتح : ٢٦) ''اللہ نے ان مسلمانوں کو تقوی کا کلمہ عطا کر دیا۔'' میں ''کلمۃ التقویٰ'' کی تفسیر لا الہ الا اللہ ہے۔

(تفسير الطّبري : ٣١٥٨٥، حلية الأولياء : ١٩٤/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ سے بھی یہی تفسیر منقول ہے۔

(تفسير عبد الرّزّاق : ٢٢٩/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام مجاہد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہے۔

(تفسير الطّبري : ٣١٥٨٨، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ثَمَنُ الْجَنَّةِ .

''لا الہ الا اللہ جنت کی قیمت ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٥٢٩/١٣، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ اس آیت کی تفسیر میں علامہ شنقیطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ابراہیم علیہ السلام نے اس کلمہ توحید کو دو طرح سے اپنی اولاد میں باقی رکھا: ایک تو اس طرح کہ اپنی اولاد کو اسکی وصیت کی، وہ پشت در پشت ایک دوسرے کو یہی وصیت کرتے آئے، جیسا کہ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے: ﴿وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهٗ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ إِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۞ وَوَصّٰى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَابَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّينَ ۞﴾ (البقرہ: ۱۳۱-۱۳۲) ''کون ہے، جو ابراہیم کے دین سے اعراض کرے، سوائے اس کے جس نے اپنے آپ کو بیوقوف بنالیا ہو، ہم نے ان کو دنیا میں چن لیا تھا اور آخرت میں بھی نیکوکاروں میں سے ہوں گے، اس وقت کو یاد کرو، جب ان کو رب نے فرمایا: مطیع ہو جاو، تو کہنے لگے: میں جہانوں کے رب کے لیے مطیع ہو گیا ہوں اور ابراہیم نے اس بات کی اپنے بیٹوں کو وصیت کی، پھر یعقوب نے بھی کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین (توحید) کو منتخب کرلیا ہے۔''

دوسرے اس طرح کہ آپ علیہ السلام نے اللہ سے اپنی اولاد کے ایمان و اصلاح کے لیے دعا کی تھی، اللہ تعالیٰ نے اسے یوں بیان کیا ہے: ﴿وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ: إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ: وَمِنْ ذُرِّيَّتِي﴾ ''جب ابراہیم کو اس کے رب نے چند اوامر ونواہی سے

آزمایا، آپ نے ان کو پورا کر دکھایا، اللہ نے فرمایا: میں تجھے لوگوں کے لیے امام بناؤں گا، اس نے کہا: میری اولاد سے بھی (امام بنا دے)۔'' اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آنے والے تمام انبیا کو ان کی اولاد سے پیدا کیا، جیسا کہ سورت عنکبوت میں فرمایا: ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾ ''ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور نبوت اور کتاب ان کی اولاد میں جاری کر دی۔'' سورت زخرف کی اس آیت میں اللہ نے بیان کر دیا ہے کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو ان کی تمام اولاد کے بارے میں قبول نہیں کیا اور اس کلمہ توحید کو ان کی تمام اولاد میں باقی نہیں رکھا، کیونکہ کفار مکہ جنھوں نے ہمارے نبی کو جھٹلایا تھا، وہ بھی بالاتفاق ابراہیم علیہ السلام کی پشت سے تھے۔''

(أضوأ البيان: ٧/٢٣١_٢٣٢)

❁ امام قتادہ رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً﴾ (البقرة: ٢١٣) ''لوگ پہلے ایک ہی گروہ تھے۔'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

كَانُوا عَلَى الْهُدٰى جَمِيعًا فَاخْتَلَفُوا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ وَكَانَ أَوَّلَ نَبِيٍّ بُعِثَ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

''سب لوگ ہدایت پر تھے، پھر ان میں اختلاف ہو گیا، تو اللہ نے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے نبی بھیجے اور پہلے نبی جو مبعوث ہوئے نوح علیہ السلام تھے۔''

(تفسير عبد الرزّاق: ٨٢/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام علی بن حسین رحمہ اللہ اپنے بیٹے کو یہ دعا سکھاتے تھے:

آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَفَرْتُ بِالطَّاغُوتِ .

''میں اللہ پر ایمان لایا اور طاغوت کا کفر کیا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۳٤۲/۱، وسندهٗ حسنٌ)

❁ ابووائل شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فرمان باری تعالیٰ:﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ﴾(الأنعام : ۱٦۰)''جو کوئی نیکی لائے گا۔'' میں نیکی سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔

(الدّعاء للطّبراني : ۱۵۲۹، تفسير الطّبري : ۱٤۲۸، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ﴾ میں ''حسنہ'' سے مراد کلمہ اخلاص ''لا الہ الا اللہ'' اور ﴿مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ﴾ میں ''سیئہ'' سے مراد شرک ہے۔

(تفسير الطّبري : ۱٤۲۸۹، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ زید بن اسلم رحمہ اللہ نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔

(الدّعاء للطّبراني : ۱۵۳۳، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فرمان الٰہی:﴿إِلَّا مَنْ أَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾(الشُّعراء : ۸۹) ''مگر جو اللہ کے پاس سلامت دل لے کر آئے۔'' میں دل کی سلامتی سے مراد لا الہ الا اللہ کی گواہی ہے۔

(الدّعاء للطّبراني : ۱۵۸۷، وسندهٗ صحيحٌ)

اکثر لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں، لیکن وہ اخلاص، یقین کامل اور بشاشت قلب جو اس سے حاصل ہونی چاہیے، انہیں نصیب نہیں ہوتی، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ محض سن سنا کر، دیکھا

دیکھی اور ایک عادت کے طور پر اس کا اقرار کرتے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اس کلمہ کی اصل روح اور اس کے تقاضے وشرائط بیان کر دیں، تا کہ اس سے حقیقی فوائد حاصل ہو سکیں، کیونکہ صرف الفاظ کو رَٹ لینا مفید نہیں۔

❁ حافظ حکمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْ ذٰلِكَ عَدَّ أَلْفَاظِهَا وَحِفْظَهَا فَكَمْ مِنْ عَامِّيٍّ اجْتَمَعَتْ فِيهِ وَالْتَزَمَهَا وَلَوْ قِيلَ لَهُ: أُعْدُدْهَا لَمْ يُحْسِنْ ذٰلِكَ، وَكَمْ حَافِظٍ لِأَلْفَاظِهَا يَجْرِي فِيهَا كَالسَّهْمِ وَتَرَاهُ يَقَعُ كَثِيرًا فِيمَا يُنَاقِضُهَا.

''کلمہ پڑھنے سے مراد اس کے الفاظ کا شمار اور رٹ لینا نہیں ہوتا، کتنے ہی اَن پڑھ لوگ ہیں، جنہوں نے کلمہ پڑھا اور پھر اس کے تقاضے بھی پورے کیے، لیکن اگر ان سے کہا جائے کہ اس کے الفاظ کو شمار کرو، تو نہ کر سکیں، اس کے برعکس کتنے ہی پڑھے لکھے ایسے ہیں کہ پانی کی طرح روانی سے پڑھتے ہیں، لیکن ان کے اکثر کام کلمہ کے منافی ہوتے ہیں۔''

(مَعارج القبول: ۳۳۳/۱)

❁ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

رُوحُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ وَسِرُّهَا: إِفْرَادُ الرَّبِّ جَلَّ ثَنَاؤُهُ، وَتَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُهُ، وَتَبَارَكَ اسْمُهُ، وَتَعَالٰى جَدُّهُ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُهُ بِالْمَحَبَّةِ وَالْإِجْلَالِ وَالتَّعْظِيمِ وَالْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ وَتَوَابِعِ ذٰلِكَ مِنَ

التَّوَكُّلِ وَالْإِنَابَةِ وَالرَّغْبَةِ وَالرَّهْبَةِ، فَلَا يُحَبُّ سِوَاهُ، وَكُلُّ مَا كَانَ يُحَبُّ غَيْرَهُ فَإِنَّمَا يُحَبُّ تَبَعًا لِمَحَبَّتِهٖ، وَكَوْنِهٖ وَسِيلَةً إِلٰى زِيَادَةِ مَحَبَّتِهٖ، وَلَا يُخَافُ سِوَاهُ، وَلَا يُرْجٰى سِوَاهُ، وَلَا يُتَوَكَّلُ إِلَّا عَلَيْهِ، وَلَا يُرْغَبُ إِلَّا إِلَيْهِ، وَلَا يُرْهَبُ إِلَّا مِنْهُ، وَلَا يُحْلَفُ إِلَّا بِاسْمِهٖ، وَلَا يُنْظَرُ إِلَّا لَهٗ، وَلَا يُتَابُ إِلَّا إِلَيْهِ، وَلَا يُطَاعُ إِلَّا أَمْرُهٗ، وَلَا يُتَحَسَّبُ إِلَّا بِهٖ، وَلَا يُسْتَغَاثُ فِي الشَّدَائِدِ إِلَّا بِهٖ، وَلَا يُلْتَجَأُ إِلَّا إِلَيْهِ، وَلَا يُسْجَدُ إِلَّا لَهٗ، وَلَا يُذْبَحُ إِلَّا لَهٗ وَبِاسْمِهٖ، وَيَجْتَمِعُ ذٰلِكَ فِي حَرْفٍ وَّاحِدٍ، وَهُوَ أَنْ لَا يُعْبَدَ إِلَّا إِيَّاهُ بِجَمِيعِ أَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ، فَهٰذَا هُوَ تَحْقِيقُ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلِهٰذَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ حَقِيقَةَ الشَّهَادَةِ، وَمُحَالٌ أَنْ يَدْخُلَ النَّارَ مَنْ تَحَقَّقَ بِحَقِيقَةِ هٰذِهِ الشَّهَادَةِ وَقَامَ بِهَا، كَمَا قَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ﴾(الْمَعَارِج : ٣٣)، فَيَكُونُ قَائِمًا بِشَهَادَتِهٖ فِي ظَاهِرِهٖ وَبَاطِنِهٖ، فِي قَلْبِهٖ وَقَالَبِهٖ.

''اس کلمہ کی اصل روح اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو محبت، تعظیم، اکرام، خوف، رجاء، توکل، رجوع، رغبت، ہیبت وغیرہ میں یکتا مانا جائے، یعنی اس کے سوا کسی سے محبت نہ کی جائے، اگر اس کے علاوہ کسی سے محبت ہو بھی، تو

اس کی محبت کے تابع بنا کر یا اس کی محبت کا ذریعہ سمجھ کر اور اس کے سوا کسی سے خوف نہ رکھا جائے، نہ کسی سے امید رکھی جائے، نذر دی جائے، تو اس کی، رجوع کیا جائے، تو اس کی طرف، بات مانی جائے، تو اس کی، ثواب کی امید کی جائے، تو اس سے، مصائب میں مدد مانگی جائے، تو اس سے، فریاد کی جائے، تو اسی سے، سجدہ کیا جائے، تو اسی کو، ذبح کیا جائے، تو اسی کے لیے اور اسی کے نام پر ان سب باتوں کو ایک ہی جملے میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ عبادت کی کوئی بھی قسم اس کے علاوہ کسی کے لیے بھی روا نہ رکھی جائے۔ یہ ہے لا الہ الا اللہ کا اصل مطلب، یہی وجہ ہے کہ یہ گواہی دینے والے پر آگ حرام ہو جاتی ہے اور جس نے حقیقتاً یہ کلمہ پڑھ لیا اور اس پر ڈٹا رہا، اس کا آگ میں داخل ہونا ناممکن ہے، فرمان الٰہی ہے: ﴿وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ﴾(الْمَعَارِج : ٣٣) ''وہ لوگ (جہنم سے بچ جائیں گے) جو اپنی گواہی پر قائم رہتے ہیں۔'' یعنی وہ اس گواہی کو اپنے ظاہر و باطن اور قلب و قالب پر قائم کر لیتے ہیں۔''

(الجواب الكافي، ص ٢٩٠)

❁ کلمہ اخلاص کی فضیلت کے بارے میں احادیث بیان کرنے کے بعد حافظ ابن رجب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اس بارے میں دو طرح کی احادیث آئی ہیں، ایک تو یہ کہ جو توحید و رسالت کی گواہی دیتا ہے، جنت میں داخل ہو جائے گا، اس سے روکا نہیں جائے گا، یہ تو واضح ہے، جبکہ دوسری احادیث میں یہ ہے کہ وہ آگ پر حرام ہو جائے گا، بعض علما نے اسے ہمیشہ رہنے پر محمول کیا ہے، یعنی وہ ہمیشہ آگ میں نہیں رہے

گا، اکثر علما کا کہنا ہے کہ ان احادیث کی مراد یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ جنت میں داخلے اور آگ سے نجات کا سبب ہے، لیکن اس کے کچھ تقاضے ہیں اور یہ تب ہی اپنا کام کرے گا، جب اس کے تقاضے پورے ہوں اور موانع نہ ہوں، بسا اوقات شرائط پوری نہ ہونے یا موانع کی موجودگی کی وجہ سے یہ نا کام ہو جاتا ہے، حسن بصری اور وہب بن منبہ رحمہما اللہ کا یہی قول ہے اور یہی بات راجح ہے۔''

(كلمة الإخلاص وتحقيق معناها لابن رجب ص ١٢۔١٣)

چنانچہ کلمہ اخلاص کی درج ذیل شروط ہیں:

۱۔ معنی ومفہوم کا علم

۲۔ کامل یقین

۳۔ قبول

۴۔ اطاعت

۵۔ صدق

۶۔ اخلاص

۷۔ محبت

جب کلمہ پڑھنے والے میں یہ سب شرائط موجود ہونگی، تو یہ کلمہ نفع مند اور نجات وفلاح کا باعث ہوگا۔

❁❁❁❁❁❁❁